

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ملفوظات

(مسلسل)

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

ایک شخص نے دریافت کیا کہ فرض نمازیں امام کو لقمہ دینا درست ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ۔۔۔ فقہانے اس میں اختلاف کیا ہے صحیح تریہ ہے کہ لقمہ دینا چاہیے۔ اگر امام نے ایسی غلطی کی ہے جس میں معنی بدل رہے ہیں تو لقمہ دینا فرض ہے ورنہ مستحب۔

ارشاد فرمایا کہ (سورۃ فاتحہ میں) اَھْدِنَا سَبِيلَہِمْ فَسَتَعِیْنُہُمْ کَا جُوْنُوْنٍ ہے اس میں وصل کر کے (یعنی اَھْدِنَا سَبِيلَہِمْ) پڑھنا اچھا نہیں ہے اگرچہ نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔
ارشاد فرمایا کہ کسی بزرگ کے بارے میں ایسا عقیدہ قائم نہ کرنا چاہیے جو خلاف کتاب و سنت ہو سمجھ کر عقیدت کرنی چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ اولیاء کے حالات لکھنے والا سوائے کرامت اور خرق عادات کے اور باتیں کب لکھتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ انبیاء معصوم اور اولیاء محفوظ ہیں۔ معصوم وہ ہے کہ اس سے باوجود استعدادِ گناہ، گناہ کا سرزد ہونا محال ہو اور محفوظ وہ ہے کہ گناہ اس سے ممکن ہو اگرچہ واقع نہ ہو۔

پہلی صورت مستلزم محال ہے دوسری ممکن غیر واقع۔

ارشاد فرمایا کہ ۱۵ شعبان کی رات (شب برات) کو مغرب کے وقت سے لے کر صبح صادق تک تجلیات الہی کا نزول آسمان دنیا پر ہوتا ہے اگر ہو سکے تو تمام رات ورنہ اکثر حصہ شب میں عبادت کرے۔

ارشاد فرمایا کہ فن ریاضی میں مولوی رفیع الدین (دہلوی) سے بہتر (شاید) ہند اور یون ہند میں کوئی نہ ہوگا۔ اہل قصبات کو اس قسم کے فنون سے مناسبت نہیں ہوتی ہاں مولوی عبدالعلی صاحب (بحر العلوم قرنگی محلی) کو مناسبت و مہارت ہے۔

فرمایا۔ آج کی رات (شب برات میں) سب مؤمنین کی بخشش ہوگی۔ مگر مشرک، کینہ ور، طوائف، زنا کار، والدین کا تافران، رشتے داری کو منقطع کرنے والا، ناحق قتل کرنے والا اور متکبر وغیرہ یہ لوگ نہیں بخشے جائیں گے۔

امیر خسرو کا یہ شعر پڑھا۔ حضرت دہلی کنف دین و داد الخ۔ پھر فرمایا۔ کہ جس وقت امیر خسروؒ نے یہ اشعار دہلی کی تعریف میں کہے ہیں اس زمانے میں دہلی ایسی ہی تھی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت جب کوئی شخص غیاث پور (بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ) میں داخل ہوتا تھا تو اس کی حالت دگرگوں ہو جاتی تھی۔

فرمایا۔ کہ سید حسن رسول نماؒ میرے جدِ امجد (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ) کے ہم عصر تھے۔ باہم بہت دوستانہ تھا اور آپس میں ہنسی دل لگی کی باتیں بھی ہوتی تھیں چنانچہ ایک دن جدِ امجد ان کی ملاقات کو گئے وہ قصداً چارپائی پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم سمجھے بھی کہ میں چارپائی پر تم سے اونچا ہو کر کیوں بیٹھ گیا، اس لئے بیٹھ گیا کہ تمہارے مرید مجھ سے ناراض ہو جائیں۔ میرے دادا نے فرمایا کہ میرے مرید ناراض نہیں ہوں گے اس لئے کہ تلی وغیرہ کی عادت ہوتی ہے کہ بالائے بام چڑھ جاتی ہے اور گھومتی رہتی ہے۔ وہ اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے۔

(ایک محفل میں) یہ شعر پڑھے۔

یا رسول اللہؐ نمی گویم کہ مہمان تو ام مافقرے طعمہ خوار ریزہ خوان تو ام

ہر لب افتادہ زبان، گر گئیں گے امت شہ جہاں آرزو مندے نئے از بحر احسان تو ام
ایک صاحب نے دریافت کیا کہ (بعض) اعمالِ سفلی، قوی التاثر اور (بعض) اعمالِ
علوی ضعیف التاثر پائے جاتے ہیں اس کا کیا سبب؟ جواب میں ارشاد فرمایا کہ شرع
شریف میں اعمالِ سفلی سے جو منع کیا گیا ہے وہ اس بنا پر ہے کہ اُن سے دین کو نقصان
پہنچتا ہے۔ اُن کی تاثیر سے انکار نہیں کیا گیا ہے۔ جیسے زہر ہے کہ وہ حرام ہے مگر اس
کی تاثیر کی قوت بھی بالکل ظاہر و مُسلم ہے۔

ایک دن حضرت شاہ صاحب حسب دستور چہل قدمی کر رہے تھے (چھوٹے چھوٹے
بچوں نے بھی بڑوں کی دیکھا دیکھی راستے میں حضرت والا سے مصافحہ کیا اس پر) ارشاد فرمایا
کہ بچے بڑوں کو بوقتِ چہل قدمی مصافحہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو خود بھی ایسا ہی کرتے ہیں
مقلد اور محقق کا فرق یہی ہے۔ محقق جو کچھ کرتا ہے سمجھ کر کرتا ہے پھر فرمایا کہ (اچھے کام کی) تقلید
بھی اچھی ہے بسا اوقات کام آجاتی ہے۔

فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار دہلویؒ کے یرادہ رکلاں خیالی تخلص کرتے تھے۔
بھران کے چند خلفاء کے نام بیان فرما کر ان کی ایک مشہور غزل پڑھی جس کا پہلا شعر
یہ ہے۔

اے تیر غمت را دلِ عشاق نشانہ خلقِ بتو مشغول، تو غائبِ زمیانہ
ترا وِج پڑھتے وقتِ زور کی بارش آگئی۔ مگر ام نے قرأت کم نہیں کی۔ لوگ تیر بہتر
ہو گئے اس کو سن کر ارشاد فرمایا کہ ایسے وقت میں نماز توڑ کر سائبان یا چھت کے نیچے چلا جانا
بہتر ہے۔ خصوصاً بعض بیماروں کا خیال کر کے (جو جماعت میں ہوں گے) نیز ایسے وقت میں
کم پڑھنا چاہیئے اور سورۃ کوثر (جیسی سورتوں) پر اکتفا کرنا اچھا ہے۔

لے آئے نامدار میں یہ نہیں کہتا کہ میں آپ کے دربار میں مہمان بن کر آیا ہوں۔ میں تو آپ کے دستِ فراز
کرم کا ایک ریزہ چیں اور معمولی فقیر ہوں۔ میں ایک ایسا بیمار گتا ہوں جس کی زبان پیاس کی
وجہ سے ہونٹوں پر آگئی ہے۔ میں آپ کے بحر احسان سے تھوڑی سی تری کا آرزو مند ہوں ۱۲

فرمایا کہ دو واقعے ہمارے سامنے عجیب پیش آئے جن میں سے ایک قاضی سو فی پت کا ہے کہ وہ حالتِ روزہ میں محقق پتیا تھا اور کہتا تھا کہ دھواں کھینچنا بموافق روایت ہدایہ درست ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اگر خاک وغبار اور دھواں حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بہت سے لوگ اس (نادان جاہل) قاضی کا اتباع کرتے تھے۔ میں نے ہر چند اسے سمجھایا کہ بجائی ذہل و اذغال (دھواں داخل ہونے اور داخل کرنے میں) بہت بڑا فرق ہے، مگر اس قاضی کی سمجھ میں نہیں آیا۔

ارشاد فرمایا کہ اصل چیز کیفیت و نسبت ہے اس کو حاصل کرنا اور اس میں مشغول رہنا چاہیئے باقی موافق استعداد جو کچھ مقدر ہے ظہور میں آئے گا۔
حدیثِ مطرب و مے گو دراز دہر مسترجو کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں محنت ارا
ارشاد فرمایا کہ میرے دادا قوتِ نسبت اور کشف کے جامع تھے۔ ایسے جامع اشخاص کم ہوا کرتے ہیں۔ جن کسی میں نسبت قوی ہوتی ہے اس کو کشف کم ہوتا ہے اور جس کو کشف زیادہ ہوتا ہے نسبت کمزور ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اصل چیز دل کا رنگین ہونا ہے کہ یہی چیز وقتِ مرگ اور بعد مرگ کام آئے گی۔ فقط کشف گوئی دنیا کمانے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

ارشاد فرمایا ایک غزل بہت اچھی معلوم ہوئی اس کا پہلا شعر یہ ہے۔
ہر جا کہ کنم خانہ، ہم غانہ ترا یا بم آسجا نرم ہرگز کاغبانہ ترا یا بم
ارشاد فرمایا۔ تعزیت کے واسطے جانے میں بہت ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے لئے تشدیف نے جایا کرتے تھے۔

۱۔ تم تو ذوق و شوق کی باتیں کرو اور رازِ دہر کو مت تلاش کرو کیونکہ کسی نے بھی ناخنِ عقل و حکمت سے اس معنی کی عقدہ کشائی نہیں کی۔
۲۔ میں جہاں بھی ساکن ہوتا ہوں وہاں تجھے ہم خانہ پاتا ہوں اور میں ایسی جگہ جاتا ہی نہیں جہاں تجھے نہ پاؤں۔

(سحری کے متعلق ایک سوال کے جواب میں منجملہ اور ارشادات کے یہ بھی) فرمایا کہ سحری کھانے کا ایک نقد فائدہ تو یہ ہے کہ (صبح صادق سے پہلے) بیدار ہو جائے گا اور کم از کم اتنی بات تو ہوگی کہ اس کی عادت کے خلاف ایک عمل ہو جائے گا (بظاہر) مصلحت شارع یہ معلوم ہوتی ہے کہ (رمضان میں) کھانے کے وقت تو کھانے نہ دیں اور جو نیند کا اور آرام کا وقت ہے اس میں کھانا کھلائیں (باوجود ضعف کے) اس مضمون کی تقریر اس طرح فرمائی کہ سوال کرنے والے نے اپنے دل میں طے کیا کہ مقتداؤں اور بزرگوں کی سمجھی ہوئی اور فرمائی ہوئی بات پر ہی عمل کرنا چاہیے۔ ان کی سمجھی ہوئی بات کو چھوڑنا جائے بدل و جان قبول کیا جائے اگرچہ بالفعل اس کی حقیقت ذہن نشین نہ بھی ہو۔

ارشاد فرمایا مردم روم و کشمیر بالطبع خوش الحان ہوتے ہیں۔ میرے بچپن کے زمانے میں ایک خطیب روم سے (دہلی) آئے تھے ان کے خطبے کو سن کر لوگ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ بعضے (ہم تن گوش ہو کر) بیٹھے رہتے تھے، بعضے دل پکڑ لیتے تھے اور جو لوگ بہت ہی سخت دل ہوتے تھے وہ یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ اس خطیب کی آواز تیر کی طرح برا و راست دل تک پہنچتی ہے۔ فرمایا کہ بعض اہل قلم نے لکھا ہے کہاں تک صحیح ہے اس کو خدا جانے کہ ایک دن داراشکوہ پسر شاہجہاں نے حفاظ لاہور کو جمع کیا، صرف ایک محلے سے پانچ ہزار حافظ نکل کر آئے۔ فرمایا کہ دہلی میں حکیم اور شاعر بہت ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس شہر کو شعر سے اور تاریخ سے طبعی مناسبت ہے اور اسی کو علم سمجھتے ہیں۔ تحفہ آٹھ عشریہ کے بابے میں فرمایا کہ ایک شخص نے اس کتاب کی تعریف میں لکھا تھا کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اگر اس کی برابر سونائے کہ اس کو بیچا جائے تو بائع کو خسارہ رہے گا۔

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دانا صاحب (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے مزار پر جا کر مراقب ہوتا ہے تو نسبت ابوالعلائی کے آثار محسوس کرتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دادا صاحب نے خلیفہ ابوالقاسمؒ (ابوالعلائی اکبر آبادی) کی بہت کچھ صحبت اٹھائی ہے اور ان سے فوائد حاصل کئے ہیں۔

رمضان المبارک میں افطار کے بعد اور سحری میں پانی (زیادہ) پینے اور معمول کے

مطابق عرق بادیان وغیرہ کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب کے چہرہ اقدس پر اور آنکھوں پر ورم بہت آگیا تھا اور یہ ورم کچھ دنوں رہا۔ حکماء و احبار جب حالات مزاج دریافت کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ میری صورت دیکھ لو میرا حال نہ دریافت کرو۔ میرا ظاہر حال تو یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور میرا باطن اس سے بھی زیادہ خراب ہے۔ ایک مُرید نے عرض کیا کہ اس زمانے میں مقامات فنا و بقائیں قوت کیوں نہیں ہے؟ فرمایا کہ۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ ہر زمانے کی ولایت اس زمانے کی سلطنت کے مثل ہوتی ہے۔ ایک شخص بادشاہ وقت (اکبر شاہ ثانی) کا بھیجا ہوا آیا۔ اس نے بادشاہ کی طرف سے بعد سلام التماس کیا کہ چونکہ وراثت سے پھیلی ہوئی ہے اس میں کل کو (بغرض دُعا) چار گھڑی دن چڑھے جامع مسجد میں آؤں گا۔ حضرت والا بھی تشریف لے آئیں۔ پھر اس قاصد نے سوال کیا کہ وبا کے زمانے میں دوسرے شہر کو چلا جانا جائز ہے؟

ارشاد فرمایا۔ منع آیا ہے۔ اس لئے کہ مریض بے تیمار دار رہ جائیں گے اور شکستہ دل ہوں گے۔ ارشاد فرمایا کہ قحط وغیرہ مصائب میں رزقی کی بیع اور احرامِ مسلم کی بیع کو مُلّا الہدایہ شارح ہدایہ نے جائز لکھا ہے اور (بعض) علمائے قصبہ مشرق (علماء اودھ) نے اس کے مطابق فتویٰ بھی دیا ہے۔ چنانچہ میں نے مولوی نظام الدین (فرنگی محلی) کے دستخط کا فتویٰ خود دیکھا ہے۔ مگر میں اور میرے اکابر اس قول پر فتویٰ نہیں دیتے اور اس بیع کو صحیح نہیں جانتے۔

ایک مُرید نے عرض کیا کہ جس دن کے لئے بادشاہ نے آؤنی بھیجا تھا اس دن بادشاہ سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی؟ میں تو حضرت شاہ غلام علی کے ساتھ تھا (شیچہ رہ گیا) اول تو میں بادشاہ کی سواری اور اس کے تزک و احتشام کا نظارہ (جامع مسجد سے باہر) کرتا رہا اس کے بعد ہر چند چاہا کہ آپ سے اندر جا کر ملاقات کر لوں مگر (کثرتِ ہجوم کی وجہ سے) موقع نہ مل سکا۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں جامع مسجد کی سیڑھیوں تک پہنچا تھا کہ بادشاہ بھی پہنچ گئے۔ سلام و مصافحہ ہوا بادشاہ نے کہا کہ جناب عالی کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ کے پاس خاطر اور خلق اللہ کے نفع کے لئے تکلیف اٹھانے میں کیا مضائقہ ہے۔

پھر میں نے ایک گوشے میں نماز دو گانہ ادا کی اس کے بعد بادشاہ نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ میں نے چاہا کہ تو واضح اور معذرت کر کے بادشاہ سے کچھ دور بیٹھوں مگر اس نے اپنے قریب ہی بٹھایا۔ توبہ، کلمہ اور دُعا کی تلقین کی گئی۔ اس کے بعد شاہ غلام علی کی تعریف کر کے میں نے بادشاہ سے کہا کہ ان کو بھی بلائیے چنانچہ وہ بھی بلائے گئے۔ پھر ہم نے دُعا کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

فرمایا کہ انگریزوں کے شروع زمانہ میں ایک سال بارش رک گئی (خشک سالی ہو گئی) بادشاہ پیادہ پا عید گاہ تک گیا اور مجھ کو بھی بلایا (اتفاق ایسا ہوا کہ) عید گاہ کی طرف جانے کے وقت آسمان پر کچھ بادل تھا بھی اور واپس آنے کے بعد وہ بھی نہ رہا۔ ایک نواب صاحب نے سلام کر کے مجھ سے کہا طلب ابر و باراں کے واسطے تشریف لے گئے تھے یا بارش کے رکوانے کے لئے؟ میں نے جواب دیا کہ وہ بادل جو دکھائی دے رہا تھا ناقص و ناکارہ تھا۔ ایسے بے فائدہ بادل کو ہٹوانے اور کار آمد و نافع بادل کی طلب کے لئے گیا تھا۔ نواب صاحب کہنے لگے کہ جناب کی تعسیر کے آگے کون کامیاب ہو سکتا ہے؟ غرضیکہ نواب صاحب نے ایک قسم کا استہزار کیا تھا (جس کا جواب دے دیا گیا) دوسرے دن بھی (برائے استسقا عید گاہ جانا ہوا اور) بارش نہیں ہوئی۔ تیسرے دن گئے تو خوب ابر آیا اور خوب بارش ہوئی چنانچہ ترسرواپس آیا نواب صاحب نے شرم کے مارے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا۔ میں نے آواز دی کہ جناب دروازہ تو کھولئے، انہوں نے دروازہ کھولا اور کہا کہ واقعی اچھا بادل آیا اور ناقص چلا گیا ان پریشانی کے آثار تھے۔ انہوں نے معذرت بھی چاہی۔

(بشکریہ الفرقانہ لکھنو)